بیعت کرنیوالوں کیلئے ہدایات

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

بیعت کرنیوالوں کیلئے ہدایات

(تقریر حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی فرمودہ ۲؍ مئی ۱۹۲۱ء)

۲؍ مئی بعد نماز مغرب ایک صاحب جوناگڑھ (گجرات کاٹھیاواڑ) کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بیعت کے لئے پیش ہوئے۔ چونکہ ان کو دارالامان (قادیان) آئے ہوئے دو تین دن ہی ہوئے تھے اور ایک ایسے علاقہ سے آئے تھے جہاں احمدیت کے متعلق واقفیت رکھنے والے بہت کم لوگ ہیں اس لئے حضور نے بیعت لینے سے قبل انہیں مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی جو اندھیرے میں جس قدر ضبط کی جاسکی درج ذیل کی جاتی ہے۔ احباب اس سے جہاں خود فائدہ اُٹھائیں وہاں غیر احمدیوں میں بھی اس کی اشاعت کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ سلسلہ احمدیہ میں کس طرح اور کن لوگوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

بیعت کا معاملہ چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اس لئے قبل اس کے کہ آپ بیعت کریں مَیں چند باتیں آپ کو سُنانا چاہتا ہوں۔

سمجھ کر بیعت نہ کرنے کا نقصان

اگر آپ اس وقت پوری تحقیق کر کے سلسلہ میں داخل نہ ہوئے اور اچھی طرح سمجھ کر بیعت نہ کی تو ممکن ہے جب آپ مخالفین کی باتیں سنیں تو اپنے اقرار پر قائم نہ رہ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کے دل پر

ایک زنگ لگ جائیگا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے تو اس لئے کہ آپ نے جلد بازی سے کام لیا اور پوری تحقیق کئے بغیر اس کو اختیار کر لیا اور اگر سچا ہے تو اس لئے کہ سچے راستہ کو چھوڑ کر بھٹک گئے اور راستی سے دُور ہو گئے۔

احمدیت میں داخل کرنے کی غرض

ہمارا یہ طریق نہیں ہے کہ لوگوں کو یونہی سلسلہ میں داخل کر لیں بلکہ ہماری غرض لوگوں میں تقویٰ طہارت پیدا کرنا اور انہیں بُرائیوں اور فواحش سے بچا کر اسلام پر قائم کرنا ہے اس لئے ہم ہر ایک کو یہی کہتے ہیں کہ وہ پہلے تحقیقات کرے اور اچھی طرح سمجھ لے پھر احمدیت کو قبول کرے اس میں جلد بازی نہ کرے کیونکہ اگر وہ جلد بازی سے قبول کرتا ہے اور پھر ٹھوکر کھا کر سلسلہ سے علیحدہ ہوتا ہے تو ایک ایسا آدمی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا جس کے آنے کی پہلے تو توقع کی جا سکتی تھی لیکن اب اس کا آنا اگر محال نہیں تو پہلے کی نسبت بہت زیادہ مشکل ضرور ہو گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ درخت پر جب کچا پھل لگا ہو تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ پکے گا اور پک کر ہاتھ میں آئے گا لیکن اگر کچے کو ہی توڑ لیا جائے تو پھر وہ نہیں پک سکے گا۔

ساری دنیا ہمارے لئے باغ ہے

چونکہ ہم ساری دُنیا کو سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے باغ ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی پھل کچا توڑیں۔ ہم چور کی طرح نہیں کہتے کہ چلو پکا نہ سہی تو کچا ہی سہی کیونکہ خدا نے دنیا کو ہمارے لئے ہی بنایا ہے اگر آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں۔ یا سال، دو سال یا دس بیس سال حتّٰی کہ ہزار دو ہزار سال تک آخر دنیا کو اسی سلسلہ میں داخل ہونا پڑے گا اور اسی کے قدموں میں گرے گی جسے خدا تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس ہم نہیں چاہتے کہ کوئی کچا پھل توڑ لیں اس لئے ہر ایک اس شخص کو جو سلسلہ میں داخل ہونا چاہے کہتے ہیں کہ وہ خوب سمجھ سوچ لے۔ ہاں جب اسے سمجھ آجائے تو پھر یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ایک منٹ کی بھی دیر لگائے کیونکہ کیا معلوم کب جان نکل جائے۔

یہ پہلی نصیحت ہے جو مَیں آپ کو کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد مَیں خلاصۃً سلسلہ کی تعلیم سناتا ہوں آپ دیکھیں کہ آیا یہی باتیں آپ نے سمجھی ہیں یا ان میں کچھ کمی ہے اور آپ کو مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

رسولِ کریمؐ آخری نبی ہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کیا بلحاظ اس کے کہ آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن کریم) کے بعد کوئی

کتاب نہیں اور کیا بلحاظ اس کے آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں لیکن اسی سے ہم ایک اور نتیجہ پر پہنچے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ رکھنے کے لئے ہوتی ہے اس میں اگر کوئی نقص پیدا ہوجائے تو اس کی فوراً اصلاح کی جاتی ہے۔ مثلاً وہ کپڑا جو کوئی سال پہننا ہو اس میں اگر سوراخ ہوجائے تو فوراً رفو کرایا جاتا ہے لیکن جو کپڑا اُتار کر کسی کو دے دینا ہو اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ پس چونکہ یہ شریعت آخری شریعت ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب اس میں کوئی رخنہ پڑے فوراً خدا تعالیٰ اس کی طرف توجہ کرے کیونکہ اس شریعت نے قیامت تک چلنا ہے۔ اگر بدل جانا ہوتا تو پھر ایسی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ یہ دین، یہ کتاب اور یہ رسول ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس کے متعلق جو کمزوریاں پیدا ہوجائیں ان کا دُور کرنا ضروری ہے۔ اس کے ماتحت ہمارا یقین ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ ایسے وقت کہ جب دین میں فتنہ برپا ہو ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو اس کی اصلاح کریں گے۔

رسول کریمؐ کے غلام کی شان

اس کے ساتھ ہی ہم یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجۂ عظمت اور عرفان میں سب انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے آپؐ کے شاگردوں اور غلاموں میں سے جو لوگ دین کی اصلاح کے لئے کھڑے ہونگے وہ پہلے انبیاء کی اُمتوں میں سے کھڑے ہونیوالوں سے بڑھ کر ہونگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ خدا ان سے کلام کرتا تھا اس اُمت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔★ اس سے معلوم ہؤا کہ پہلے انبیاء کے ذریعے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور جب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات گذشتہ تمام انبیاء کے کمالات سے بڑھ کر ہیں تو اسی وجہ سے ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء کی اُمتوں میں جو ایسے لوگ پیدا ہوئے جن سے خدا تعالیٰ کلام کرتا تھا وہ محدّث تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نبی بھی ہؤا جو اُمتی ہو کر نبی تھا وہ نبیوں میں جاکر ان کی صف میں کھڑا ہوگا اور بعض سے اپنی شان میں بڑھ کر بھی ہوگا مگر پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہی ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کالج کا ایک لڑکا چھوٹے مدارس کا خواہ ممتحن مقرر ہوجائے لیکن جب کالج میں آئے گا بحیثیت ایک شاگرد کے ہی ہوگا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے کہ آپ کی شاگردی میں ایک انسان وہ درجہ حاصل کرسکتا ہے کہ بعض دوسرے انبیاء سے بڑھ سکتا ہے اس کی مثال چاند کی ہے جس کے سامنے ستارے ماند ہوجاتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج کی ہے کہ آپ کے سامنے چاند بھی ماند ہے۔

★ بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن الخطاب

رسول کریمؐ کی اُمت میں نبی

پس ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نبی ہو سکتے ہیں اور اس زمانہ میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایمان دُنیا سے اُٹھ جائے گا اور علماء بدترین مخلوق ہو جائیں گے★ میری اُمت یہودیوں کے قدم بقدم چلے گی یہاں تک کہ اگر یہودیوں میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہو گا تو ان میں بھی ایسے ہونگے※ اس وقت ان کی اصلاح کے لئے مسیح نازل ہو گا۔ اس کے لئے آپ نے نزول کا لفظ رکھا جو احترام اور عزت کے طور پر آتا ہے اور ہمارا یقین ہے کہ وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو اسی گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہ اس درجہ پر فائز تھے جو نبوت کا درجہ ہے چنانچہ آپ نے بتایا ہے کہ مَیں وہ مسیح موعود ہوں جس کی خبر دی گئی تھی اور مَیں ہی وہ مہدی ہوں جس کے آنے کی اطلاع دی گئی ہے مَیں ہی وہ کرشن اور زرتشت ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵، ۸۶، رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲)

مسیح موعودؑ کے مختلف نام

بات دراصل یہ ہے کہ وہ سب قومیں جن میں نبی آئے ان کو بتایا گیا کہ آخری زمانہ میں تم میں ایک نبی آئے گا اور ہر قوم نے اس کا الگ الگ نام رکھا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے جس کے مختلف قوموں اور مذہبوں نے مختلف نام رکھے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ سب قوموں میں جو زمانہ موعود نبی کے آنے کا بتایا گیا ہے وہ ایک ہی ہے۔ پھر جو آثار بتائے گئے ہیں وہ بھی قریباً ملتے جلتے ہیں اور یہ آثار اس زمانہ میں پورے ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ممکن نہیں کہ سینکڑوں سال کی خبریں جو پوری ہو رہی ہیں اور جو خدا کے سچے اور پیارے بندوں نے دی ہیں ان کے مطابق آنے والے ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ فلاں زمانہ میں مسیح آئے گا اور یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اس زمانہ میں کرشن آئے گا، یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اسی زمانہ میں زرتشت آئیگا اور یہ سب علیحدہ علیحدہ وجود ہوں جو آکر ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں۔ بات یہی ہے کہ مختلف زبانوں میں یہ مختلف نام ہیں اور آدمی ایک ہی ہے۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے کمال کے جامع تھے اس لئے آپ کے بروز میں بھی سب کمال پائے جائیں گے اسی وجہ سے اس کی آمد کے متعلق سب نبی یہی کہتے رہے کہ مَیں ہی آؤں گا گویا میرے کمال اس آنے والے میں ہونگے یہ سب کمال مسیح موعودؑ میں پائے گئے۔ چنانچہ آپ نے دعویٰ کیا کہ مَیں مہدی ہوں، مَیں مسیح ہوں۔ مَیں

★ مشکوٰۃ کتاب العلم ※ ترمذی ابواب الایمان باب اِفتراق ھٰذِہِ الاُمّۃ

کرشن ہوں، مَیں زرتشت ہوں۔ پس ہمارا ایمان اور یقین یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تمام کمالات کے جامع تھے اس لئے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس تھے اور یہ صاف بات ہے کہ جیسا انسان خود ہو ویسا ہی اس کا عکس بھی ہوگا۔ اب جو انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہوگا اس میں وہ خوبیاں ہونگی جو رسول کریمؐ میں پائی جاتی تھیں لیکن اگر اس میں کوئی خوبی نہ مانی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا رسول کریمؐ میں ہی وہ خوبی نہیں۔ دیکھئے اگر کوئی شخص شیشے کے سامنے کھڑا ہو اور شیشے میں جو اس کا عکس پڑ رہا ہو اس میں ناک نظر نہ آئے تو معلوم ہوگا کہ اس شخص کے چہرہ پر ہی ناک نہیں ہے۔ تو ہمارا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عکس ہیں اور ان میں وہ خوبیاں بتوسط رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہیں جو آپ میں ہیں۔

احمدیت میں داخل ہونیوالے کا فرض

یہ اعتقاد ہیں جن کو معلوم کرنے کے بعد بیعت کرنی چاہئے اور جب کوئی ان اعتقادات کو معلوم کر کے بیعت کرتا ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ ان ذمہ داریوں کو بھی اُٹھائے جو بیعت کرنے کی وجہ سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ جو شخص فوج میں بھرتی ہوگا اس کا فرض ہوگا کہ لڑائی کے لئے جہاں اسے جانا پڑے جائے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کے سلسلہ میں داخل ہونے والے کا بھی فرض ہے کہ جس طرح صحابہ کرام نے دین کے لئے اپنا مال، اپنا وقت، اپنا وطن، اپنے رشتہ دار حتّٰی کہ اپنی جان بھی قربان کر دی تھی وہ بھی اس کے لئے تیار رہے اور ایسا نمونہ بن کر دکھلائے کہ دُنیا دیکھے اور معلوم کرے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو ہم میں نہیں ہے۔ پھر ایسے سلسلہ میں داخل ہونے والوں پر ابتلاء بھی آتے ہیں، مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، تکالیف بھی پہنچتی ہیں، ان کو برداشت کرنا چاہئے۔

دشمنوں کے شبہات

پھر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دشمن اور شریر لوگ طرح طرح کے اتہام لگایا کرتے ہیں اور کئی رنگ گمراہ کرنے کے اختیار کرتے ہیں۔ اگر انسان بغیر تحقیقات کے اور بغیر دشمنوں کے اتہاموں سے واقف ہونے کے داخل ہو تو جب اس قسم کی باتیں سُنے گا تو اسے ٹھوکر لگے گی کہ یہ کیا ہوگیا۔

ہر قوم میں نبی

مثلاً ایک ناواقف آدمی جب یہ سُنے کہ حضرت مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو کہے گا وہ تو ہندو تھا ایک مسلمان کیونکر ہوگیا۔ مگر جب

اسے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح اور قوموں میں نبی آتے رہے ہیں اسی طرح ہندوستان کے لوگوں میں بھی نبی آئے۔ انہی میں سے ایک حضرت کرشنؑ تھے اور قرآن شریف میں ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر:۲۵) کوئی قوم ایسی نہیں جس میں نبی نہ آیا ہو۔ اس آیت پر ایمان رکھنے والا جب یہ سُنے گا کہ ہندوستان میں حضرت کرشنؑ نبی آئے تھے تو کہے گا اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو ٹھیک اور صحیح ہے۔ اگر یہ دعویٰ نہ کرتے تو جھوٹے ہوتے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب انبیاء کے کمال تھے اس لئے آپ کے بروز میں حضرت کرشنؑ کے کمال بھی ہونے چاہئیں۔

مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی ہے

پھر مسلمان مسیح موعود اور مہدی معہود کو دو علیحدہ علیحدہ وجود قرار دیتے ہیں مگر دراصل ایک ہی ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ★ (کہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا) میں بتایا ہے کہ یہ ایک شخص کے دو نام ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی نام ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

پھر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں ہیں۔ ان کے متعلق مخالفین شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اگر پوری واقفیت حاصل کر کے انسان اس سلسلہ میں داخل نہ ہو تو ٹھوکر لگنے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن جب پہلے ہی پوری تحقیقات کرے تو پھر خواہ کتنے شبہات پیدا کئے جائیں پھر ٹھوکر نہیں کھا سکتا مثلاً جب کوئی شخص سورج کو دیکھ لے تو پھر کسی وقت اندھیرا ہو جانے پر خواہ کوئی اسے ہزار بار کہے کہ سورج کا انکار کر دو تو وہ نہیں کرے گا۔ ہاں یہ کہہ دیگا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اندھیرا کیوں ہے اور اس کی کیا وجہ ہے مگر سورج کا میں انکار نہیں کر سکتا کیونکہ سورج کے ہونے کا میرے پاس کافی ثبوت ہے۔ تو کسی امر کے متعلق ایک ہوتے ہیں اس کی صداقت کے ثبوت اور ایک شبہات۔ شبہات سے صداقت کے ثبوت باطل نہیں ہو جایا کرتے۔ مثلاً ایک جگہ پتھر میں سے پانی نکلتا ہو اور انسان اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ نہیں کہے گا کہ پانی نہیں نکلتا۔ ہاں کہہ سکتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کیونکر نکلتا ہے گویا پتھروں سے پانی نکلنے کی وجہ اسے معلوم نہیں پانی کا انکار نہیں کر سکتا۔ یا مثلاً آگ ہے۔ چونا پر پانی ڈالنے سے آگ نکلتی ہے لیکن جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس طرح پانی ڈالنے سے بھی آگ نکلتی ہے اس کے سامنے آگ نکالنے پر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ آگ نہیں کوئی ٹھنڈی چیز

★ بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم

ہے۔ بلکہ وہ یہی کہے گا کہ چونکہ میں آگ کی گرمی کو جانتا ہوں اور اس کو ہاتھ لگانے سے جلتا ہے اس لئے میں یہ ہرگز نہیں مان سکتا کہ یہ آگ نہیں ہے۔ ہاں مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ پانی ڈالنے سے کیونکر آگ نکلتی ہے۔

انبیاء کی صداقت کے معیار

یہی طریق انبیاء کے پہچاننے کا ہے ان کی صداقت کے کئی ثبوت ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ صداقت کی تحقیق کرنی چاہئے کیونکہ اگر اس طرح نہ کیا جائے تو کئی ایسی باتیں ہو سکتی ہیں جن کو گمراہ کرنیوالے لوگ پیش کر کے دھوکا دے دیتے ہیں۔ لیکن جب انسان صداقت کو صداقت سمجھ کر مانے تو ایسی باتوں سے ٹھوکر نہیں کھا سکتا کیونکہ اوّل تو کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر پیدا ہو تو انسان اس کے ازالہ کا علم حاصل کر سکتا ہے لیکن صداقت کو نہیں چھوڑتا۔ دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شخص نے سمجھ سوچ کر مانا ہو اور جو آپ کی صداقت کے دلائل اور براہین سے واقف ہو اس کے دل میں اگر کوئی لاکھوں شبہات صداقت رسول کریمؐ کے متعلق ڈالنا چاہے تو وہ یہی کہے گا کہ مجھے ان کی وجہ معلوم نہیں یا میں ان کا جواب نہیں دے سکتا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی شبہ ہو میری کمی علم کا ثبوت ہوگا رسول کریمؐ سچے ہیں کیونکہ آپ کی صداقت کے ثبوت میرے پاس ہیں۔ اب مسلمان کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح جھوٹے ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی صداقت کے ثبوت انہیں معلوم نہیں۔ وہ چونکہ باپ دادا سے سنتے آئے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ سچے ہیں لیکن ہمارے پاس خدا کے فضل سے رسول کریمؐ کی صداقت کے ثبوت ہیں اور اگر کوئی آپ پر اعتراض کرے تو ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں مگر میں کہتا ہوں اگر مخالف کے کسی اعتراض کا جواب نہ بھی آئے تو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے متعلق ہمیں شبہ نہیں پڑ سکتا کیونکہ ہم نے آپؐ کو اس طرح مانا ہے جس طرح سورج کو مانتے ہیں۔ پس اوّل تو خدا کے فضل سے ہر ایک اعتراض کا جواب آتا ہے لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ ہمیں کسی اعتراض کا جواب نہ آئے تو اس کی وجہ سے رسول کریمؐ کی صداقت کا انکار نہیں کیا جائیگا کیونکہ ہم نے آپ کو یونہی نہیں مانا بلکہ آپ کی صداقت کے دلائل کو دیکھ کر مانا ہے اور پورا پورا یقین ہے کہ وہی دلائل ہیں جو سچے نبی کے لئے ہوتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے دلائل

اسی طرح ہم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں ان کی صداقت کے لئے نئے دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے لئے بھی وہی دلائل ہیں جو رسول کریمؐ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ

اور دیگر انبیاء کے تھے۔ اب اگر کوئی ان دلائل کے ہوتے ہوئے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہے تو اس طرح پہلے انبیاء بھی جھوٹے ہو جاتے ہیں لیکن جو ان دلائل کی وجہ سے پہلے انبیاء کو سچا سمجھتا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو بھی سچا سمجھے گا۔ جب کوئی شخص ان دلائل کو معلوم کر کے اور ان سے واقف ہو کر آپ کو مانے گا تو پھر اس کے دل میں کوئی شبہ نہیں پڑ سکے گا۔

رسول کریمؐ کو ابو بکرؓ نے کیونکر مانا

دیکھئے حضرت ابو بکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دلیل سے مانا ہے اور پھر کبھی ان کے دل میں آپ کے متعلق ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں پیدا ہوا اور وہ ایک دلیل یہ تھی کہ انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے دیکھا تھا اور وہ جانتے تھے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی شرارت نہیں کی، کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی بس یہی وہ جانتے تھے اس سے زیادہ نہ وہ کسی شریعت کے جاننے والے تھے کہ اس کے بتائے ہوئے معیار سے رسول کریمؐ کو سچا سمجھ لیا، نہ کسی قانون کے پیرو تھے انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں وہ صرف یہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو راستہ میں ہی کسی نے انہیں کہا کہ تمہارا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ مَیں خدا کا رسول ہوں۔ انھوں نے کہا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا پھر وہ جھوٹ نہیں بولتا جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے کیونکہ جب اس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہیں بولا تو خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ جب اس نے انسانوں سے کبھی ذرا بد دیانتی نہیں کی تو اب ان سے اتنی بڑی بد دیانتی کس طرح کرنے لگا کہ ان کی رُوحوں کو تباہ کر دے۔ صرف یہ دلیل تھی جس کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا اور اسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لوگوں کو کہدو فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس: ۱۷) مَیں ایک عرصہ تم میں رہا۔ اس کو دیکھو۔ اس میں مَیں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی۔ پھر اَب مَیں خدا سے کیوں غداری کرنے لگا۔ یہی وہ دلیل تھی جو حضرت ابو بکرؓ نے لی اور کہدیا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے اور مَیں مانتا ہوں اس کے بعد نہ کبھی ان کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا اور نہ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی۔ ان پر بڑے بڑے ابتلاء آئے انہیں جائدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی صداقت میں کبھی شبہ نہ ہوا۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی سے لین دین کا معاملہ تھا اس کے متعلق رسول کریمؐ نے جو کچھ فرمایا اسے سُنکر صحابی نے کہا یارسول اللہ یہی درست ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ رسول کریم نے کہا یہ معاملہ تو میرے اور اس کے درمیان ہے تم کو کس طرح معلوم ہے کہ جو کچھ مَیں کہتا ہوں وہ درست ہے۔ صحابی نے کہا یارسول اللہ جب آپ خدا کے متعلق باتیں بتاتے ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ سچی ہیں تو اب جبکہ آپ ایک بندہ کے متعلق فرماتے ہیں تو یہ جھوٹ کس طرح ہوسکتا ہے اسی وجہ سے مَیں نے کہا ہے کہ جو کچھ آپ فرمارہے ہیں درست ہے۔ یہ سُنکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے متعلق فرمایا اس کا ایسا ایمان ہے کہ جہاں دو آدمیوں کی شہادت کی ضرورت ہو وہاں اس ایک کی ہی کافی سمجھی جائے★

ان لوگوں کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کیوں اس طرح گڑگئی تھی اور کیوں ان کے دل میں کوئی شک وشبہ نہیں پیدا ہوتا تھا اس کی وجہ یہی ہے کہ انہیں رسول کریمؐ کی صداقت کے دلائل معلوم ہو گئے تھے۔

یہ مَیں نے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ اور چند موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں۔ اب آپ کی صداقت کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی پہلی دلیل

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:۱۷)

کے معیار کو ہی دیکھیں۔ اس (قادیان) گاؤں میں ہندو اور غیر احمدی رہتے ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب سے ملتے اور آپ سے تعلق رکھتے تھے ان کو مخاطب کرکے آپ لکھتے رہے کہ بتاؤ مَیں نے کبھی کسی سے فریب، دھوکا، دغا بازی کی، کسی کا مال ناجائز طریق سے لیا، کسی پر کوئی ظلم اور سختی کی، کبھی جھوٹ بولا۔ اگر نہیں تو پھر مَیں خدا پر کس طرح جھوٹ بولنے لگ گیا۔

پھر ایسے بھی لوگ موجود تھے جو آپ کے دشمن تھے آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہوسکا اور محمد حسین بٹالوی جس نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اس نے بھی اقرار کیا کہ پہلی زندگی اچھی تھی۔ اس سے ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب پہلی زندگی اعلیٰ درجہ کی اور پاک تھی تو دعویٰ کے بعد کیا ہو گیا وہ زندگی کیوں اعلیٰ

★ ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب اذا علم الحاکم صدق الشاھد الواحد یجوزلہ ان یحکم بہ

نہ رہی۔

پھر خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک یہ معیار بیان فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ٭ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ (الحاقۃ : ۴۵ تا ۴۸) کہ اگر یہ ہم پر جھوٹ بولتا تو ہم اسے تباہ کر دیتے۔ اور یہ بات عقلاً بھی درست ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے کو تباہ ہونا چاہئے کیونکہ اگر افتراء کرنے والا بچ رہے تو کوئی پہچان ہی نہ سکے کہ فلاں خدا کی طرف سے ہی ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص دنیاوی گورنمنٹ کا افسر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے تو گورنمنٹ اسے گرفتار کر لیتی ہے پھر جو شخص نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اسے خدا تعالیٰ کیوں نہ پکڑے۔ قرآن کریم نے اس دلیل کو رسول کریمؐ کے متعلق پیش کیا ہے اور یہ صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ عام ہے لیکن اگر اس کو صرف رسول کریمؐ کے لئے قرار دیا جائے تو یہ دلیل ہی نہیں رہتی کیونکہ اگر پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اس دلیل کے ماتحت ہلاک ہوتے رہے ہیں تو رسول کریمؐ کے وقت بھی اس کو پیش کیا جا سکتا تھا لیکن اگر پہلے ہلاک نہیں ہوئے تو پھر اس کا پیش کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اپنا اثر دکھاتی رہی ہے اس لئے رسول کریمؐ کے وقت بھی پیش کی گئی اور اب حضرت مرزا صاحب کے وقت بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو دعویٰ کے بعد جتنی زندگی عطا ہوئی اتنی اگر جھوٹے نبی کو بھی مل سکتی ہے تو پھر یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے الہامات شائع کرنے سے لیکر قریباً تیس سال زندگی حاصل ہوئی جو کہ رسول کریمؐ کی دعویٰ نبوت کرنے سے بعد کی زندگی سے زیادہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے اتنے عرصہ کے الہام اب بنا لئے گئے ہیں مگر آپ کی اس وقت کی کتابیں گورنمنٹ کے ہاں موجود ہیں اور ان میں الہام درج ہیں۔

دوسری دلیل

پھر آپ کو جو الہام ہوئے وہ نہایت صفائی کے ساتھ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ کو الہام ہوا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ٭ اور اب ایسا ہی ہو رہا ہے۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ تیرے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوگی چنانچہ ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ احمدیت کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ پھر آپ کو کہا گیا کہ قادیان میں لوگ دور دور سے آئیں گے يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ٭ اب مثلاً آپ ہی اتنی دور سے آئے ہیں یہاں دنیاوی

٭ تذکرہ صفحہ ۳۱۲ ایڈیشن چہارم ٭ تذکرہ صفحہ ۲۹۷ ایڈیشن چہارم

لحاظ سے کوئی قابل کشش چیز نہیں ہے کہ جسے دیکھنے کے لئے کوئی آوے۔ ادھر مولوی کہتے ہیں کہ جو آئے گا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور لوگوں کو روکنے میں پورا پورا زور لگا رہے ہیں باوجود اس کے حضرت مرزا صاحب کا الہام لوگوں کو کھینچ کھینچ کر یہاں لا رہا ہے۔ کوئی کہے یہاں لوگ سیر کے طور پر آجاتے ہیں مگر انہیں یہ بھی تو خطرہ ہوتا ہے کہ ایمان جاتا رہے گا کیونکہ ان کے علماء نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ جو شخص احمدیوں سے ملتا جلتا حتّٰی کہ ان کو دیکھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے لوگ آئے اور آرہے ہیں جو ثبوت ہے اس بات کا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ خدا کی طرف سے الہام ہے جو پورا ہو رہا ہے۔

تیسری دلیل ایک اور ثبوت انبیاء کی صداقت کا خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہماری ذمہ واری ہے کہ ہم رسولوں کو ان کے مخالفین پر غلبہ دیتے ہیں اور یہ ایسی سنت ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔

اس ثبوت کی رو سے بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہے کیونکہ ساری دنیا آپ کے مقابلہ پر آئی اور آپ کی باتوں کو روکنا چاہا مگر آپ کا سلسلہ پھیل ہی گیا اور دن بدن پھیل رہا ہے۔

تکالیف برداشت کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے

یہ ایسے معیار صداقت ہیں کہ جو سب انبیاء کے لئے مشترک ہیں اور یہ سب حضرت مرزا صاحب کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اور سمجھ کر جو شخص بیعت کریگا اسے اگر کسی امر کے متعلق شبہ پیدا ہوگا تو ایسی بات ہوگی کہ کہے گا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ میں اس کے متعلق تحقیقات کروں گا نہ کہ وہ صداقت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا بس ہر اس شخص کا فرض ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہونا چاہے کہ اس طرح سمجھ کر اور تحقیقات کرکے داخل ہو اور جب داخل ہو جائے تو پھر خواہ اس پر کوئی مصیبت آئے اس کی پرواہ نہ کرے۔ اب تو وہ مصیبتیں اور تکلیفیں نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مسلمان ہونیوالوں کو برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ اس وقت تو عورتوں کی شرم گاہوں میں نیزے مارے گئے تپتی ریت پر لٹایا گیا، اونٹوں سے باندھ کر چیرا گیا اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں جو ہماری جماعت کو نہیں پہنچیں۔ مگر ایسا ایمان ہو کہ انسان کہے کہ اگر ایسی کوئی تکلیف آئی تو بھی میں قائم رہونگا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ ہٹوں گا۔ یہ خیال نہ کرے کہ اب اس قسم کی تکالیف کا زمانہ نہیں رہا اس لئے نہیں

آئیں گی بلکہ یہ کہے کہ گو زمانہ ایسا نہیں لیکن اگر کوئی ایسی تکلیف آئے تو میں اُسے برداشت کرنے کے تیار ہوں۔ اگر مجھے وطن سے نکالا جائے گا تو نکلوں گا، اگر میرا مال چھین لیا جائے گا تو پروا نہیں کرونگا، اگر قتل کیا جائیگا تو اس کے لئے بھی تیار ہونگا۔

اگرچہ کم ہیں لیکن ہماری جماعت میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اس قسم کی تکالیف کو برداشت کیا گیا۔ مالابار میں ہماری جماعت ابھی کم ہے، وہاں احمدیوں کی عورتوں کا جبراً دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا، جائدادیں چھین لیں اور بھی کئی جگہ طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں مگر احمدیوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

پس جب انسان صداقت کو قبول کرے تو اس طرح کرے کہ پھر اس کے لئے ہر ایک چیز جو اُسے قربان کرنی پڑے کر دے اور جب اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار پائے تب بیعت کرے۔ ان باتوں کے سننے کے بعد اگر آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر پھر بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ خوب سوچ سمجھ کر بیعت کریں اور ان تکالیف اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں جو انبیاء کی جماعتوں پر آتی ہیں۔

اس پر جب موصوف نے کہا کہ مَیں بالکل مطمئن ہوں اور بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں تو بیعت لی گئی اور اس کے بعد حضور نے تبلیغ کرنے اور خلیفۂ وقت سے زیادہ تعلق بڑھانے کی تلقین فرمائی۔

(الفضل ۳۰ رمئی ۱۹۲۱ء)